۲۳۔ گِنِس ورلڈ ریکارڈز

ڈاکٹر قمر شریف

پہلی بات : دنیا کی مشہور عمارتوں، مشہور چیزوں، اہم شخصیات کے مجسّموں، ہتھیاروں، سکوں، نایاب کتابوں وغیرہ کو انسانی ثقافت کی یادگاریں سمجھا جاتا ہے۔ ان میں بہت سی چیزیں جس مقام پر جمع کر کے بہ حفاظت رکھی جاتی ہیں، اسے عجائب گھر کہتے ہیں۔ عجائب گھر جا کر ہم ان یادگاروں کی تاریخی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں تاریخی، جغرافیائی اور سائنسی معلومات حاصل کرنے کے لیے آج کل ایسی کتابیں دستیاب ہیں جنھیں انسائیکلوپیڈیا کہا جاتا ہے۔ دنیا کی ساری زبانوں میں ایسی کتابیں شائع کی گئی ہیں۔ ان میں انگلستان کی 'انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا' اور امریکہ کی 'انسائیکلوپیڈیا امریکانا' بہت مشہور ہیں۔ دنیا بھر کی ایسی اہم اور حیرت انگیز معلومات کے لیے اب ایک خاص کتاب شائع کی جاتی ہے جس کا نام گِنِس ورلڈ ریکارڈز ہے۔ ذیل کے سبق میں اسی کتاب کے بارے میں معلومات دی جارہی ہے۔

جان پہچان : ڈاکٹر قمر شریف ۲؍ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو جالنہ (مہاراشٹر) میں پیدا ہوئیں۔ وہ اورنگ آباد کے ایک مشہور تعلیمی ادارے سے وابستہ رہی ہیں۔ انھوں نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ سائنس اور تعلیم و تدریس سے متعلق ان کے کئی مضامین آل انڈیا ریڈیو سے نشر ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ادارہ فروغِ اُردو دہلی کی جانب سے قومی سطح کا انعام 'پاسبانِ تعلیم' حاصل کر چکی ہیں۔ موصوفہ نے ادارہ بال بھارتی کی سائنس کی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے نیز ادارے کی جانب سے شائع شدہ اُردو لغت کی تدوین میں بھی انھوں نے حصّہ لیا ہے۔

'گِنِس ورلڈ ریکارڈز' ایک منفرد کتاب ہے۔ بیسویں صدی کی پانچویں دہائی میں گِنِس نامی کمپنی کے ڈائرکٹر سر بیور کو ایک کتاب شائع کرنے کا خیال آیا جس میں حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین کارنامے درج ہوں۔ ایک دلچسپ واقعے نے بیور کو اس جانب متوجہ کیا۔ اسے شکار کا بہت شوق تھا۔ ایک بار وہ اپنے دوستوں کے ساتھ شکار پر گیا۔ وہاں اس نے ایک عجیب و غریب پرندہ دیکھا۔ اب اسے یہ تجسّس ہوا کہ یورپ میں سب سے تیز اُڑنے والا شکاری پرندہ کون سا ہے؟ اس موضوع پر دوستوں سے اس کی بحث چھڑ گئی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اس سلسلے میں اس نے بہت سی کتابیں پڑھیں۔ ماہرین سے بھی رجوع کیا لیکن وہ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکا۔

سر بیور نے یہ فیصلہ کیا کہ غیر معمولی کارناموں اور حیرت انگیز مگر حقیقی واقعات کی ایک کتاب شائع کی جائے۔ اُس کے ایک دوست کو ان خیالات کا پتا چلا تو اس نے بیور کی ملاقات نورِس اور راس نامی بھائیوں سے کروائی۔ لندن میں ان کی ایک نیوز ایجنسی تھی جس کا نام گِنِس تھا۔ ان بھائیوں سے معاہدے کے بعد ۳۰؍ نومبر ۱۹۵۴ء کو لندن میں دو کمروں پر مشتمل ایک آفس کھولا گیا اور کتاب کی اشاعت کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ان سب کی کوششوں سے یہ کتاب ساڑھے تیرہ ہفتوں میں مکمل ہوئی جس کا نام گِنِس بک آف ریکارڈز رکھا گیا۔ یہ لوگ صرف سنیچر، اتوار اور چھٹی کے دنوں میں کام کرتے تھے۔ گِنِس بک کا پہلا ایڈیشن ایک سو اٹھانوے صفحات پر مشتمل تھا جو ۲۷؍ اگست ۱۹۵۵ء کو منظرِ عام پر آیا۔ اس کی پچاس ہزار کاپیاں شائع کی گئیں۔ عوام نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا جس کے نتیجے میں جلد ہی اس کا دوسرا اور تیسرا ایڈیشن بھی چھاپنا پڑا۔ اس طرح اس کتاب کی تعداد بڑھ کر ایک لاکھ ستاسی ہزار ہوگئی۔

گِنِس بک میں جن کارناموں اور واقعات کو شامل کیا جاتا ہے ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں سے چند کا ذکر کیا جارہا ہے مثلاً بہت تیز اور زیادہ فاصلے تک تیرنا، بہت زیادہ وقت تک تیرنا، تیزی سے کولڈ ڈرنک پینا، جلدی جلدی کھانا، بہت دیر تک

ہنسنا، بہت دیر تک رونا، بہت تیز دوڑنا وغیرہ۔ اس کے علاوہ مختلف کھیلوں، انجینئرنگ، ٹیکنالوجی، طب اور فنونِ لطیفہ میں ریکارڈ بنانے والوں کے نام بھی گِنس بک میں شامل کیے جاتے ہیں۔ اس کتاب میں قدرتی عجوبوں کو بھی جگہ دی جاتی ہے مثلاً بہت لمبے قد والے یا پستہ قد انسان اور جانور، بے حد موٹے انسان وغیرہ۔ غرض گِنس بک میں دنیا کے ہر شعبے کے ایسے انوکھے کارنامے اور قدرتی عجوبے شامل ہوتے ہیں جن میں بعض ناقابلِ یقین ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ تعریف بھی ہوں۔

اس کتاب کے لیے نئے نئے اور منفرد کارناموں کو جمع کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ ان کی صداقت کی جانچ بہت محنت اور ہوشیاری سے کرنی ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے کمپنی نے دنیا کے مختلف علاقوں میں اپنے دفاتر قائم کر رکھے ہیں۔ ان دفتروں میں ذہین، فرض شناس اور محنتی افراد کو ملازم رکھا گیا ہے۔ کمپنی کا عملہ تقریباً دو سو افراد پر مشتمل ہے۔ کمپنی کا اپنا نیٹ ورک بھی موجود ہے۔

بین الاقوامی اداروں، تنظیموں اور افراد سے ملنے والی اطلاعات، خطوط، فون، فیکس اور ای-میل کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات کی تصدیق ماہرین کی ایک ٹیم کے ذریعے کروائی جاتی ہے۔ اس کتاب میں نام درج کروانے کے لیے دو غیر جانب دار گواہوں کے ساتھ اخبار کے تراشوں اور ویڈیو ریکارڈنگ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ضروری ہو تو ماہرین کی ایک ٹیم بذاتِ خود موقع پر جا کر معائنہ کرتی ہے۔ پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد ہی کسی کارنامے کو گِنس بک میں شامل کیا جاتا ہے۔ کارنامے مختلف زمروں کے لحاظ سے ترتیب دیے جاتے ہیں۔

ہر سال تقریباً پچاس ہزار افراد گِنس بک میں اپنا نام درج کروانے کے لیے درخواست دیتے ہیں لیکن ان میں سے زیادہ سے زیادہ ایک ہزار افراد ہی کامیاب ہو پاتے ہیں۔ گِنس بک میں کسی فرد کا نام شامل ہونا گویا تاریخ میں اپنے نام کو محفوظ کرانا ہے۔ اس کتاب میں کسی فرد کا تذکرہ اعزاز کی بات مانی جاتی ہے اسی لیے کچھ لوگ اپنی جان جوکھم میں ڈالتے ہیں۔

ریکارڈ رکھنے والی اس کتاب نے خود بھی کئی ریکارڈ بنائے ہیں۔ مثال کے طور پر دنیا میں سب سے زیادہ ریکارڈ اس کتاب میں موجود ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۵۵ء سے بلا ناغہ ہر سال شائع کی جا رہی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں گِنس بک کی دو کروڑ اُنتالیس لاکھ کاپیاں قلیل عرصے میں فروخت ہوگئیں۔ ہر سال بتیس زبانوں میں اس کتاب کی پینتیس لاکھ کاپیاں سو ملکوں کو بھیجی جاتی ہیں۔ بتیس زبانوں میں عربی زبان بھی شامل ہے۔

دنیا بھر میں لاکھوں لوگ اسے ٹی وی، فیس بک، یو-ٹیوب اور گوگل پر انٹرنیٹ کے ذریعے دیکھتے ہیں۔ ہر دن کچھ ریکارڈ بدلتے ہیں اور کچھ نئے ریکارڈ بنتے ہیں۔ اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کمپنی ہر سال اس کتاب کا نیا ایڈیشن شائع کرتی ہے۔ چنانچہ ۲۰۱۶ء میں گِنس ورلڈ ریکارڈز کا ۶۲ رواں ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

معنی و اشارات

منفرد	–	یکتا، اکیلا
تجسّس	–	جاننے کی شدید خواہش
ہاتھوں ہاتھ لینا	–	فوراً لینا
فرض شناس	–	فرض کو پہچاننے والا
عملہ	–	ایک ساتھ کام کرنے والوں کی جماعت
جان جوکھم میں ڈالنا	–	اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا
قلیل	–	ذرا سا، تھوڑا

مشق

✤ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ عجائب گھر کسے کہتے ہیں؟
۲۔ شکار کے دوران بیور نے کیا دیکھا؟
۳۔ بیور کی ملاقات کس سے کروائی گئی؟
۴۔ پہلی گنِس بک کتنے دن میں مکمل ہوئی؟
۵۔ پہلی گنِس بک کس تاریخ کو منظرِ عام پر آئی؟
۶۔ اس کتاب میں کارنامے کس لحاظ سے ترتیب دیے جاتے ہیں؟
۷۔ یہ کتاب کتنی زبانوں میں چھپتی ہے؟
۸۔ ۲۰۱۶ء میں گنِس ورلڈ ریکاڈز کا کون سا ایڈیشن شائع ہوا؟

✤ **مختصر جواب لکھیے :**

۱۔ گنِس ورلڈ ریکارڈز میں کسی شخص کا نام شامل ہونا کیوں اہمیت کا حامل ہوتا ہے؟
۲۔ گنِس ورلڈ ریکارڈز میں کن کارناموں اور واقعات کو شامل کیا جاتا ہے؟

✤ **مفصل جواب لکھیے :**

گنِس ورلڈ ریکارڈز میں کارناموں کی صداقت کو جانچنے کا کیا طریقہ ہے؟

بول چال

✤ **ذیل کے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے :**

ہاتھوں ہاتھ لینا ، جان جوکھم میں ڈالنا ، ریکارڈ بنانا

✤ **ذیل کے خط کشیدہ الفاظ کی ضد استعمال کرکے جملے دوبارہ لکھیے۔ اس بات کا خیال رہے کہ جملے کا مفہوم نہ بدلے۔**

مثلاً : گنِس ورلڈ ریکارڈز ایک منفرد کتاب ہے۔
گنِس بک ایک عام کتاب نہیں ہے۔

۱۔ گنِس ورلڈ ریکارڈز میں شامل کارناموں کی فہرست بہت طویل ہے۔
۲۔ اس کتاب کے لیے منفرد کارناموں کو جمع کرنا ایک بہت مشکل کام ہے۔

لفظوں کا کھیل

✤ **ذیل کی مثال کے مطابق ہم آواز الفاظ لکھیے :**

مثال : صداقت - رفاقت

شرا	قبا	رقا	بلا	ضا	نفا	سما
ضخا	جہا	دبا	لطا	قیا	صحا	تجا

✤ **دیے ہوئے لاحقوں کے ساتھ قوس سے مناسب لفظ جوڑ کر خانہ پُری کیجیے :**

۱۔ .... + ناک (قطر، خطر، در)
۲۔ .... + بخش (خوشی، نفرت، مسرت)
۳۔ .... + بانی (جہاز، گلہ، ناؤ)
۴۔ .... + انگیز (خوش، لطف، شاد)
۵۔ .... + کاری (شجر، درخت، جنگل)

خودآموزی

✤ **اسکول لائبریری سے عام معلومات کی کتابیں لے کر پڑھیے۔**

سرگرمی/منصوبہ :

۱۔ www.guinnessrecord.com ویب سائٹ سے استفادہ کرتے ہوئے دو ایسے کارناموں کی تفصیل لکھیے جو گنِس ورلڈ ریکارڈز میں درج ہیں۔
۲۔ لمکا بک آف ریکارڈز کے تعلق سے اپنے استاد یا والدین سے معلومات حاصل کیجیے۔

استفہامیہ انکاری/ اقراری

بیانیہ جملے کے تعارف میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جملہ مثبت اور منفی ہوتا ہے جیسے

بوڑھے نے بات شروع کی۔ : مثبت جملہ

بوڑھے نے بات شروع نہیں کی۔ : منفی جملہ

ان جملوں کو سوالیہ جملوں میں بھی بدلا جا سکتا ہے :

بات کس نے شروع کی؟

بات کس نے شروع نہیں کی؟

سوالیہ جملوں کو استفہامیہ جملے بھی کہتے ہیں۔

اب ذیل کے جملے غور سے پڑھیے :

رات بھر تمھاری بکواس کون سنتا؟

اس سوال میں جملے کو منفی بنانے والے الفاظ 'نہ/نہیں' کا استعمال نہیں کیا گیا ہے مگر اس سوال کا جواب ہمیشہ منفی جملے میں سامنے آئے گا یعنی ''رات بھر تمھاری بکواس کوئی نہیں سنتا۔''

ایسا سوالیہ جملہ جس میں 'نہ/نہیں' کا استعمال نہ کیا گیا ہو مگر جس کا جواب منفی جملے میں دیا جائے اسے **'استفہامیہ انکاری جملہ'** کہتے ہیں۔

دوسری مثالیں :

۱۔ کیا محنت کیے بغیر کوئی کامیاب ہو سکتا ہے؟

۲۔ اگر مجھے نیند آ رہی ہوتی تو بھلا یہ باتیں کرنے کے لیے میں جاگتا ہوتا؟

سبق 'مکڑا اور مکھی' سے استفہامیہ انکاری کے دو جملے تلاش کر کے لکھیے۔

اب ذیل کا جملہ غور سے پڑھیے :

اگر ہم نے پیٹ بھر کھانا کھایا ہوتا تو اس وقت چین کی نیند نہ سو رہے ہوتے؟

اس سوال میں جملے کو منفی بنانے والا لفظ 'نہ' موجود ہے مگر اس کا جواب ہمیشہ مثبت جملے میں سامنے آئے گا یعنی 'اس وقت ہم چین کی نیند سو رہے ہوتے۔'

ایسا سوالیہ جملہ جس میں 'نہ/نہیں' کا استعمال کیا گیا ہو مگر جس کا جواب مثبت جملے میں دیا جائے، اسے **'استفہامیہ اقراری جملہ'** کہتے ہیں۔

دوسری مثالیں :

۱۔ ترقی کرنا کون نہیں چاہے گا؟

۲۔ کیا آزادی کے لیے علما نے قربانیاں نہیں دیں؟

سبق 'مکڑا اور مکھی': سے استفہامیہ اقراری کے دو جملے تلاش کر کے لکھیے۔

۲۴۔ سفر نامۂ بمبئی

علامہ اقبالؔ

پہلی بات : ادبی زبان میں سفر کے حالات کا بیان ’سفر نامہ‘ کہلاتا ہے۔ مسافر یا سفر کرنے والا ادیب جن مقامات سے گزرتا ہے، وہاں جن علاقوں کو دیکھتا اور جن لوگوں سے ملتا ہے، ان کا سچا اور حقیقی بیان وہ اپنے سفر نامے میں کرتا ہے۔ مقامات کا فطری ماحول، لوگوں کے عادات و اطوار اور تہذیبی حالات سفر نامے کے موضوعات ہوتے ہیں۔ جب ہم کسی ادیب یا شاعر کا سفر نامہ پڑھتے ہیں تو اس میں بیان کی شگفتگی سے سفر کی تصویریں نظر کے سامنے سے گزرنے لگتی ہیں۔

جان پہچان : ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال جنھیں ہم علامہ اقبالؔ کے نام سے جانتے ہیں، ۹ر نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ انھیں ’شاعرِ مشرق‘ اور ’حکیم الامت‘ کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کی نظمیں ’بچے کی دعا، ہمدردی، مکڑا اور مکھی، پرندے کی فریاد‘ وغیرہ نہایت مشہور ہیں۔ ’بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم، جاوید نامہ‘ اور ’پیامِ مشرق‘ ان کی اہم کتابوں میں شامل ہیں۔ اقبالؔ نے اپنی شاعری کے ذریعے قوم کو حرکت و عمل اور خودی کی تعلیم دی۔ ۲۱ر اپریل ۱۹۳۸ء کو انھوں نے وفات پائی۔

علامہ اقبالؔ نے اپنی زندگی میں کئی ممالک کے سفر کیے تھے۔ ۱۹۰۵ء میں وہ ممبئی کے راستے یورپ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اپنے سفر نامے میں انھوں نے ممبئی کا ذکر بہت دلچسپ انداز میں کیا ہے۔

۳ر ستمبر کی صبح کو دہلی میں دوستوں سے رخصت ہو کر مَیں بمبئی روانہ ہوا اور ۴ر کو خدا خدا کر کے اپنے سفر کی پہلی منزل پر پہنچا۔ ریلوے اسٹیشن پر تمام ہوٹلوں کے ٹکٹ ملتے ہیں۔ میں نے انگلش ہوٹل میں قیام کیا اور تجربے سے معلوم کیا کہ یہ ہوٹل ہندوستانی طلبہ کے لیے جو ولایت جا رہے ہوں، نہایت موزوں ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ شہر کے باقی تمام ہوٹلوں کی نسبت ارزاں ہے۔ صرف تین روپے یومیہ دو اور ہر قسم کا آرام حاصل کر لو۔ یہاں کا منتظم ایک پارسی پیر مرد ہے۔ دکانداری نے اس کو ایسا عجز سکھایا کہ ہمارے بعض علما میں باوجود عبادت اور مرشدِ کامل کی صحبت میں بیٹھنے کے بھی ویسا انکسار پیدا نہیں ہوتا۔

اس ہوٹل میں ایک یونانی بھی آ کر مقیم ہوا جو ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولتا تھا۔ میں نے ایک روز اس سے پوچھا، ’’تم کہاں سے آئے ہو؟‘‘ بولا، ’’چین سے آیا ہوں۔ اب ٹرانسوال جاؤں گا۔‘‘ میں نے پوچھا، ’’چین میں تم کیا کرتے تھے؟‘‘ کہنے لگا، ’’سوداگری کرتا تھا لیکن چینی لوگ ہماری چیزیں نہیں خریدتے۔‘‘ میں نے سن کر دل میں کہا، ’’ہم ہندیوں سے تو یہ افیمی عقلمند نکلے کہ اپنے ملک کی صنعت کا خیال رکھتے ہیں۔‘‘

ایک شب میں کھانے کے کمرے میں تھا کہ دو جنٹلمین میرے سامنے آ بیٹھے۔ ان کی شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ یوروپین ہیں۔ فرانسیسی میں باتیں کرتے تھے۔ آخر جب کھانا کھا کر اُٹھے تو ایک نے کرسی کے نیچے سے اپنی ترکی ٹوپی نکال کر پہنی جس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کوئی ترک ہے۔ میری طبیعت بہت خوش ہوئی اور مجھے یہ فکر پیدا ہوئی کہ کسی طرح ان سے ملاقات ہو۔ دوسرے روز میں نے اس سے باتیں شروع کیں۔ وہ یورپ کی اکثر زبانیں سوائے انگریزی کے جانتا تھا۔ میں نے پوچھا ’’فارسی جانتے ہو؟‘‘ بولا، ’’بہت کم‘‘۔ پھر میں نے فارسی میں اس سے گفتگو شروع کی لیکن وہ یہ نہ سمجھتا تھا۔ آخر بہ مجبوری ٹوٹی پھوٹی عربی میں اس سے باتیں کیں۔

ایک روز سرِ شام میں اور یہ ترک جنٹلمین بمبئی کا اسلامیہ مدرسہ دیکھنے چلے گئے۔ وہاں اسکول کے گراونڈ میں مسلمان طلبہ

کرکٹ کھیل رہے تھے۔ ہم نے ان میں سے ایک کو بلایا اور اسکول کے متعلّق بہت سی باتیں اس سے دریافت کیں۔ میں نے اس طالب علم سے پوچھا کہ انجمن اس اسکول کو کالج کیوں نہیں بنا دیتی؟ اس نے جواب دیا، ''اس کے علاوہ اور اچھے اچھے کالج بمبئی میں موجود ہیں۔ جیسی تعلیم ان میں ہوتی ہے، ویسی سرِ دست ہم یہاں ابھی نہیں دے سکتے۔'' یہ جواب سن کر میں بہت خوش ہوا۔ میرا خیال تھا کہ بمبئی جیسے شہر میں مسلمانوں کا کالج ضرور ہوگا کیوں کہ یہاں کے مسلمان تموّل میں کسی اور قوم سے پیچھے نہیں ہیں لیکن یہاں آ کر معلوم ہوا کہ تموّل کے ساتھ ان میں عقل بھی ہے۔

غرض یہ کہ بمبئی (خدا اسے آباد رکھے) عجیب شہر ہے۔ بازار کشادہ، ہر طرف پختہ سر بہ فلک عمارتیں ہیں کہ دیکھنے والے کی نگاہ ان سے خیرہ ہوتی ہے۔ بازاروں میں گاڑیوں کی آمد و رفت اس قدر ہے کہ پیدل چلنا محال ہو جاتا ہے۔ یہاں ہر چیز مل سکتی ہے۔ یورپ امریکہ کے کارخانوں کی کوئی چیز طلب کرو، فوراً ملے گی؛ البتّہ ایک چیز ایسی ہے جو اس شہر میں نہیں مل سکتی یعنی فراغت۔

یہاں پارسیوں کی آبادی اسّی نوّے ہزار کے قریب ہے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہر ہی پارسیوں کا ہے۔ اس قوم کی صلاحیت نہایت قابلِ تعریف ہے اور ان کی دولت و عظمت بے اندازہ۔ یہ لوگ عام طور پر سب کے سب دولت کمانے کی فکر میں ہیں اور کسی چیز پر اقتصادی پہلو کے سوا کسی اور پہلو سے نگاہ ہی نہیں ڈال سکتے۔ علاوہ اس کے نہ کوئی ان کی زبان ہے، نہ ان کا کوئی لٹریچر ہے اور طرّہ یہ کہ فارسی کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میں نے اسکول کے پارسی لڑکوں اور لڑکیوں کو بازار میں پھرتے دیکھا۔ ان کی خوب صورت آنکھیں اسّی فی صدی کے حساب سے عینک پوش تھیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ عینک پوشی پارسیوں کا قومی فیشن ہوتا جا رہا ہے۔ اس شہر کی تعلیمی حالت عام طور پر نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے ہوٹل کا حجام ہندوستان کی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات جانتا تھا۔ گجراتی کے اخبار ہر روز پڑھتا تھا اور جاپان اور روس کی لڑائی سے پورا باخبر تھا۔ دادا بھائی کا نام بڑی عزّت سے لیتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا، ''نوروجی انگلستان میں کیا کرتے ہیں؟'' بولا، ''ہجور! کالوں کے لیے لڑتے ہیں۔''

ہوٹل کے نیچے مسلمان دکاندار ہیں۔ میں نے دیکھا، وہ ہر روز گجراتی اخبار پڑھتے تھے۔ میں نے ایک روز ان سے پوچھا، ''تم اُردو پڑھ سکتے ہو؟'' کہنے لگے، ''نہیں، سمجھ سکتے ہیں، پڑھنا نہیں جانتے۔'' میں نے پوچھا، ''جب مولوی تمھارا نکاح پڑھاتا ہے تو کون سی زبان بولتا ہے؟'' مسکرا کر بولا، ''اُردو یہاں ہر کوئی سمجھ سکتا ہے اور ٹوٹی پھوٹی بول بھی لیتا ہے۔'' ہمارے ہوٹل کا سیٹھ (وہی ہوٹل والا پیر مرد) کبھی ہندوستان نہیں گیا مگر اُردو خاصی بول لیتا تھا۔

میں بمبئی یعنی بابِ لندن کی کیفیت دیکھ کر حیران ہوں۔ خدا جانے لندن کیسا ہوگا جس کا دروازہ ایسا عظیم الشّان ہے۔ ۷/ستمبر کو چھے بجے ہم وکٹوریا ڈاک پر پہنچے جہاں مختلف کمپنیوں کے جہاز کھڑے تھے۔ اللہ اکبر! یہاں کی دنیا ہی نرالی ہے۔ کئی طرح کے جہاز اور سیکڑوں کشتیاں ڈاک میں کھڑی ہیں اور مسافر سے کہہ رہی ہیں کہ سمندر کی وسعت سے نہ ڈر، خدا نے چاہا تو ہم تجھے صحیح و سلامت منزلِ مقصود پر پہنچا دیں گے۔

خیر، طبّی معائنے کے بعد میں اپنے جہاز پر سوار ہوا۔ بہت سے لوگ بھی جہاز پر سوار ہوئے۔ ان کے دوستوں اور رشتے داروں کا ہجوم ڈاک پر تھا۔ کوئی تین بجے جہاز نے حرکت کی اور ہم اپنے دوستوں کو سلام کہتے اور رومال ہلاتے ہوئے سمندر پر چلے گئے۔ یہاں تک کہ موجیں اِدھر اُدھر سے آ کر ہمارے جہاز کو چومنے لگیں۔

معنی و اشارات

وِلایت	-	مراد انگلستان
ارزاں	-	سستا
پیر مرد	-	بوڑھا آدمی
مرشدِ کامل	-	اللہ والے بزرگ
جنٹلمین	-	شریف آدمی
سرِ دست	-	فی الحال
تموّل	-	دولت مندی
سر بہ فلک	-	آسمان کو چھوتی ہوئی، بہت اونچی
لٹریچر	-	ادب
طرّہ	-	مراد اکڑ، غرور
ہندوستان	-	یہاں مراد شمالی ہندوستان
بابِ لندن	-	گیٹ وے آف انڈیا (ممبئی)
ڈاک	-	بحری جہازوں کے ٹھہرنے کی جگہ (dock)

مشق

✤ ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ سفر نامہ کسے کہتے ہیں؟

۲۔ اقبالؔ نے ممبئی کو بمبئی کیوں لکھا ہے؟

۳۔ ولایت جانے والے ہندوستانی طلبہ کے لیے انگلش ہوٹل کیوں موزوں ہے؟

۴۔ اقبالؔ نے چینی لوگوں کے تعلق سے اپنے دل میں کیا کہا؟

۵۔ اس سبق میں اقبالؔ نے کن زبانوں کا ذکر کیا ہے؟

۶۔ بقول اقبالؔ بمبئی میں کون سی چیز نہیں مل سکتی؟

۷۔ سبق میں کس قوم کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے؟

۸۔ اقبالؔ بمبئی میں کس چیز کو دیکھ کر حیران ہوئے؟

۹۔ اقبالؔ کو بمبئی شہر کی تعلیمی حالت کیسی معلوم ہوئی؟

۱۰۔ ڈاک میں کھڑے جہاز اور کشتیاں مسافر سے کیا کہہ رہی ہیں؟

✤ مختصر جواب لکھیے:

۱۔ اقبالؔ نے انگلش ہوٹل کے پارسی پیر مرد کے تعلق سے کیا بات کہی ہے؟

۲۔ اسلامیہ مدرسے کے طالب علم کا جواب سن کر اقبالؔ نے بمبئی کے مسلمانوں کے بارے میں کس خیال کا اظہار کیا؟

۳۔ بمبئی کو اقبالؔ نے کس لحاظ سے عجیب شہر کہا ہے؟

۴۔ پارسی قوم کی صلاحیت کے بارے میں اقبالؔ کی رائے اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۵۔ انگلش ہوٹل کے حجام کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

غور کرکے بتایئے

یونانی اور ترک مسافروں کے کردار پر غور کیجیے اور اپنے الفاظ میں ان سے متعلق تین تین جملے لکھیے۔

زورِ قلم

اپنے کسی یادگار سفر کو اپنے ساتھیوں سے بیان کرکے اس پر گفتگو کیجیے اور اس کا احوال کم از کم دس جملوں میں اپنے لفظوں میں تحریر کیجیے۔

تلاش و جستجو

(۱) سبق سے مکالمات کی جوڑیاں تلاش کرکے لکھیے:

مثلاً : میں نے پوچھا، ”چین میں تم کیا کرتے تھے؟“
کہنے لگا، ”سوداگری کرتا تھا۔“

(۲) اس سبق میں جن ملکوں کے ناموں کا ذکر ہے ان کی فہرست بنایئے۔

عبارت آموزی

ہمارا ہم سفر ایک پادری ہے جو جنوبی ہندوستان سے آیا ہے اور اب اٹلی جا رہا ہے۔ گزشتہ رات کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ فرانسیسی پادری بہت سی زبانیں جانتا ہے اور روسی خوب بولتا ہے۔ میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد پوچھا کہ ٹالسٹائی کی نسبت تمھارا کیا خیال ہے؟ اس نے میرے سوال پر نہایت حیرانی ظاہر کی اور پوچھا کہ ٹالسٹائی کون ہے؟ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ یہ شخص روسی جانتا ہے اور ٹالسٹائی کے مشہور نام سے واقف نہیں!

یاد رکھیے: ٹالسٹائی روسی زبان کا مشہور ترین ناول نگار تھا۔ مصیبت زدہ روسی عوام سے اسے ہمدردی تھی۔ اس نے نہ صرف روس کے امیروں کے بارے میں بلکہ نچلے طبقے کے لوگوں کے بارے میں بھی اپنے ناولوں اور افسانوں میں خوب لکھا ہے۔ اس کا ناول 'جنگ اور امن' ساری دنیا میں مشہور ہے۔

سوالات:

۱۔ جہاز میں علامہ اقبالؔ کا ہم سفر کون تھا؟

۲۔ ہم سفر کہاں سے آیا تھا اور کہاں جا رہا تھا؟

۳۔ اپنے ہم سفر کے بارے میں اقبالؔ کو کیا بات معلوم ہوئی؟

۴۔ اقبالؔ نے ہم سفر سے کس کے بارے میں سوال کیا؟

۵۔ ہم سفر کا جواب سن کر اقبالؔ کو حیرت کیوں ہوئی؟

۶۔ روسی ناول نگار کا کون سا ناول دنیا بھر میں مشہور ہے؟

آئیے زبان سیکھیں

مرکب الفاظ:

چھٹی جماعت میں آپ نے دو اسموں سے مل کر بننے والے مرکب الفاظ کی مثالیں پڑھی ہیں مثلاً جان پہچان، بیل گاڑی، پھلجھڑی وغیرہ۔ اب مرکب الفاظ بنانے کے کچھ اور طریقے دیے جاتے ہیں۔

سبق 'قطب جنوبی کا مہم جو' کے عنوان میں مرکب لفظ کی ایک مثال ہے: مہم جو۔ آپ لاحقے یعنی لفظی جز کے ملانے سے بننے والے الفاظ بھی جانتے ہیں۔ 'مہم جو' اسی کی مثال ہے۔ اس میں

مہم + جو

یعنی اسم + امر

سے مرکب لفظ بنتا ہے۔ دوسری مثالیں:

سایہ دار، لذت آمیز، دشوار گزار، مردم خیز، دل گیر، وغیرہ

• پڑھے ہوئے اسباق سے ایسی ہی اور مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

☆☆☆☆

اسم کی تکرار : پتا پتا، بوٹا بوٹا، بچہ بچہ، قطرہ قطرہ

صفت کی تکرار : خالی خالی، ہرا ہرا، لمبے لمبے، گورا گورا

متعلق فعل کی تکرار: آہستہ آہستہ، جلدی جلدی، روتے روتے، کیسی کیسی

صفت+اسم : خوش دل، بدتمیز، تر نوالہ، پاک دامن

ہم معنی الفاظ : آل اولاد، بال بچے، صورت شکل، مار پیٹ

اسم فاعل : پہرے دار، کوچ بان، سنگ تراش، کاشت کار

• پڑھے ہوئے اسباق سے ہر طرح کی تین تین مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

☆☆☆☆

۲۵۔ غزلیات

پہلی بات: غزل اُردو شاعری کی وہ صنف ہے جس کے ہر شعر کا مضمون مختلف ہوتا ہے۔ اس کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں۔ مطلع کے دونوں مصرعوں میں قافیے ہوتے ہیں۔ غزل کے باقی شعروں کے صرف دوسرے مصرعے میں قافیہ استعمال کیا جاتا ہے۔ قافیے کے بعد جو لفظ یا لفظوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اسے ردیف کہتے ہیں۔ ہر غزل میں ردیف کا ہونا ضروری نہیں۔ غزل کے آخری شعر میں شاعر کا تخلص ہوتا ہے۔ اس شعر کو مقطع کہتے ہیں۔ غزل میں کم سے کم پانچ اشعار ہوتے ہیں۔

شادؔ عظیم آبادی

جان پہچان: شادؔ عظیم آبادی ۷؍جنوری ۱۸۴۶ء کو عظیم آباد (پٹنہ) میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام سیّد علی محمد تھا۔ ان کی تعلیم کا سلسلہ چار سال کی عمر ہی سے شروع ہو چکا تھا۔ انھوں نے عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں کی تعلیم حاصل کی۔ انھوں نے یوں تو تمام اصنافِ سخن میں لکھا ہے مگر ان کا خاص میدان غزل تھا۔ ’مے خانۂ الہام‘، ’بادۂ عرفان‘ اور ’لمعاتِ شادؔ‘ ان کی شاعری کے مجموعے ہیں۔ ۷؍جنوری ۱۹۲۷ء کو ان کا انتقال ہوا۔

تمنّاؤں میں اُلجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

ہُوں اِس کوچے کے ہر ذرّے سے آگاہ
اِدھر سے مدتوں آیا گیا ہوں

دلِ مضطر سے پُوچھ، اے رونقِ بزم
میں خود آیا نہیں، لایا گیا ہوں

عدم میں کس نے بلوایا ہے مجھ کو
کہ ہاتھوں ہاتھ پہنچایا گیا ہوں

کُجا میں؟ اور کُجا اے شادؔ، دنیا
کہاں سے کس جگہ لایا گیا ہوں

معنی و اشارات

صنف	قسم	آگاہ	جاننے والا
مضمون	شعر میں آنے والا خیال	دلِ مضطر	بے چین دل
قافیہ	ایک جیسی آواز لیکن مختلف معنی والے الفاظ	عدم	وہ عالم جہاں آدمی مرنے کے بعد جاتا ہے
تخلص	وہ نام جو شاعر نے اپنے لیے خود رکھا ہو	کجا	کہاں

مشق

✤ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ غزل کے پہلے شعر کو کیا کہتے ہیں؟
۲۔ ردیف کسے کہتے ہیں؟
۳۔ شاؔد کا اصل نام کیا تھا؟
۴۔ اس غزل میں کون سے قافیے آئے ہیں؟
۵۔ اس غزل کی ردیف کیا ہے؟
۶۔ رونقِ بزم سے شاعر کیا کہہ رہا ہے؟

✤ **مختصر جواب لکھیے :**

۱۔ غزل کسے کہتے ہیں؟
۲۔ شاؔد کی مشہور کتابیں کون سی ہیں؟

وسعت میرے بیان کی

✤ **اس شعر کا مطلب لکھیے :**

تمناؤں میں اُلجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

ندؔا فاضلی

جان پہچان : ندؔا فاضلی ہمارے زمانے کے اہم جدید شاعر اور ادیب تھے۔ ان کا اصل نام مقتدیٰ حسین تھا۔ وہ ۱۹۴۰ء میں مدھیہ پردیش کے شہر گوالیار میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اُردو اور ہندی میں ایم۔اے تک تعلیم حاصل کی۔ ان کی شاعری کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ’شہر میں گاؤں‘ ان کے کلام کا کلیات ہے جس میں ’لفظوں کا پل، مور ناچ، آنکھ اور خواب کے درمیان، کھویا ہوا سا کچھ، زندگی کی طرف اور شہر میرے ساتھ چل تو‘ نامی شاعری کے مجموعے شامل ہیں۔ ندؔا فاضلی نے ’دیواروں کے بیچ‘ اور ’دیواروں کے باہر‘ دو سوانحی ناول بھی لکھے ہیں۔ ان کا انتقال ممبئی میں ۸؍فروری ۲۰۱۶ء کو ہوا۔

سفر میں دھوپ تو ہوگی جو چل سکو تو چلو
سبھی ہیں بھیڑ میں ، تم بھی نکل سکو تو چلو
کسی کے واسطے راہیں کہاں بدلتی ہیں
تم اپنے آپ کو خود ہی بدل سکو تو چلو
یہاں کسی کو کوئی راستہ نہیں دیتا
مجھے گرا کے اگر تم سنبھل سکو تو چلو
کہیں نہیں کوئی سوُرج ، دھواں دھواں ہے فَضا
خود اپنے آپ سے باہر نکل سکو تو چلو
یہی ہے زندگی ، کچھ خواب چند اُمیدیں
انھی کھلونوں سے تم بھی بہل سکو تو چلو

مشق

✤ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ ندؔا فاضلی کا اصل نام کیا ہے؟

۲۔ شاعر نے سفر میں پیش آنے والی کس بات پر پریشانی کا ذکر کیا ہے؟

۳۔ راستے میں اگر تبدیلی ممکن نہ ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

۴۔ شاعر نے کن چیزوں کو کھلونے کہا ہے؟

✤ **ان مصرعوں کو مکمل کیجیے :**

۱۔ .... راہیں کہاں بدلتی ہیں

۲۔ مجھے گرا کے ....

۳۔ کہیں نہیں کوئی سورج ....

۴۔ .... باہر نکل سکو تو چلو

✤ **نیچے دیے ہوئے مصرعوں کی صحیح جوڑیاں تلاش کر کے اپنی بیاض میں مکمل شعر لکھیے :**

الف	ب
۱۔ یہاں کسی کو کوئی راستہ نہیں دیتا	تم اپنے آپ کو خود ہی بدل سکو تو چلو
۲۔ کہیں نہیں کوئی سورج دھواں دھواں ہے فضا	اُٹھی کھلونوں سے تم بھی بہل سکو تو چلو
۳۔ کسی کے واسطے راہیں کہاں بدلتی ہیں	خود اپنے آپ سے باہر نکل سکو تو چلو
۴۔ یہی ہے زندگی کچھ خواب چند اُمیدیں	مجھے گرا کے اگر تم سنبھل سکو تو چلو

تلاش و جستجو

سفر میں دھوپ تو ہوگی جو چل سکو تو چلو
سبھی ہیں بھیڑ میں تم بھی نکل سکو تو چلو

اس شعر میں ’چل‘ اور ’نکل‘ قافیے ہیں اور ’سکو تو چلو‘ ردیف۔ ذیل میں چند اشعار دیے ہوئے ہیں۔ ان کے قافیے اور ردیف تلاش کر کے لکھیے۔

۱۔ دل اپنا دیوانہ ہے	کب دنیا کی مانا ہے
۲۔ جو قاتل تاریخ لکھے	اُس کا نام زمانہ ہے
۳۔ میری تیری چادر کیا	سب میں تانا بانا ہے
۴۔ چھوڑو دنیا کی باتیں	یارو، گھر بھی جانا ہے

غور کرکے بتائیے

✤ اگر آپ کے راستے میں کیلے کا چھلکا پڑا ہوا نظر آئے تو آپ کیا کریں گے؟

سرگرمی/منصوبہ :

اس کتاب کے ’جان پہچان‘ کے حصے میں موت کی خبر کے لیے مختلف جملے/فقرے آئے ہیں۔ انھیں تلاش کرکے اپنی بیاض میں لکھیے۔

ابنِ صفی بی۔اے

جان پہچان : ابن صفی کا اصل نام اسرار احمد تھا۔ وہ ۲۶؍اپریل ۱۹۲۸ء کو الہ آباد کے ایک دیہات نارہ میں پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے بی۔اے تک تعلیم حاصل کی تھی۔ یہ سند ان کے نام کے ساتھ ایسی جڑی ہے کہ بی۔اے کے بغیر ان کا نام نہیں لیا جاتا (ابن صفی بی۔اے)۔ وہ ادب میں جاسوسی ناول نگار کی حیثیت سے خوب مشہور ہوئے اور آج بھی ان کی مقبولیت میں کمی نہیں آئی ہے۔ وہ طنز و مزاح نگار بھی تھے اور شاعر بھی۔ شاعری انھوں نے اسرار احمد ناروی کے نام سے کی۔ ۲۶؍جولائی ۱۹۸۰ء کو کراچی میں ان کا انتقال ہوا۔

وہ جس کا سایہ گھنا گھنا ہے　　بہت کڑی دھوپ جھیلتا ہے
ابھی تو میرے ہی لب ہلے تھے　　مگر یہ کس شخص کی صدا ہے
اگر میں چپ ہوں تو سوچتا ہوں　　کوئی تو پوچھے کہ بات کیا ہے
مرے لبوں پر یہ مسکراہٹ　　مگر جو سینے میں درد سا ہے
اسی جگہ کیوں بھٹک رہا ہوں　　اگر یہی گھر کا راستا ہے
ابھی سے کیوں شام ہورہی ہے
ابھی تو جینے کا حوصلہ ہے

معنی و اشارات

ابھی تو میرے ہی لب ہلے تھے
مگر یہ کس شخص کی صدا ہے
} ابھی تو میں خود کچھ کہہ رہا تھا مگر میں اپنی آواز پہچان نہیں پا رہا ہوں۔

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ ابنِ صفی کا اصل نام کیا تھا؟
۲۔ ابنِ صفی اُردو ادب میں کس حیثیت سے مشہور ہیں؟
۳۔ ابنِ صفی نے شاعری کس نام سے کی؟
۴۔ پہلے شعر میں دھوپ جھیلنے والے سے کیا مراد ہے؟
۵۔ شاعر اپنی خاموشی کے تعلق سے کیا چاہتا ہے؟
۶۔ مسکراہٹ کے باوجود 'سینے میں درد' سے کیا مراد ہے؟

وسعت میرے بیان کی

شعر کا مطلب بیان کیجیے :

ابھی سے کیوں شام ہو رہی ہے
ابھی تو جینے کا حوصلہ ہے

رفیعہ شبنمؔ عابدی

جان پہچان : رفیعہ شبنم عابدی کا اصل نام سیّدہ رفیعہ بیگم ہے۔ وہ ۷/دسمبر ۱۹۴۳ء کو ممبئ میں پیدا ہوئیں۔ انھوں نے ممبئ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ممبئ کے مختلف کالجوں میں درس و تدریس کے بعد وہ ممبئ یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو کی صدر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئیں۔ 'موسم بھیگی آنکھوں کا، اگلی رت کے آنے تک' اور 'کرشن چندر۔ ممبئ اور اُردو کہانی' ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

زندگی ! تیرا کوئی پتا تو ملے　　وہ مرا حاصلِ مدّعا تو ملے
عکس بننے کو جی چاہتا ہے مگر　　صاف و شفّاف اک آئینہ تو ملے
ہر طرف شور ہے فصلِ گل کا مگر　　پیڑ پر ایک پتّا ہرا تو ملے
غم کی دوپہر میں، اس بھرے شہر میں　　پیڑ برگد کا کوئی گھنا تو ملے
ہم سفر سیکڑوں ، ہم نوا سیکڑوں
ان میں کوئی مزاج آشنا تو ملے

معنی و اشارات

مُدّعا	-	مقصد، خواہش	ہم نوا	-	حمایت کرنے والا
فصلِ گل	-	بہار کا موسم	آشنا	-	پہچاننے والا

مشق

✤ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ شاعرہ زندگی سے کیا چاہتی ہیں؟
۲۔ شاعرہ صاف و شفّاف آئینے کیوں چاہتی ہے؟
۳۔ ہر طرف کس بات کا شور ہے؟
۴۔ غم کی دوپہر میں شاعرہ کس چیز کی تمنا کر رہی ہے؟
۵۔ شاعرہ کو اپنے ساتھیوں سے کیا شکایت ہے؟

وسعت میرے بیان کی

✤ **مندرجہ ذیل شعر کا مطلب لکھیے :**

ہر طرف شور ہے فصلِ گل کا مگر
پیڑ پر ایک پتّا ہرا تو ملے

تلاش و جستجو

✤ کسی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے ایک ہی معنی و مفہوم والے دو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً : صاف و شفاف۔ نیچے جو الفاظ دیے ہوئے ہیں ان کے سامنے اسی مفہوم کا دوسرا لفظ لکھیے :

غور و............ ، رنج و............ ، ظلم و............ ،
شور و............ ، لطف و............

٢٦۔ خطوط

پہلی بات : خط دور دراز علاقوں میں رہنے والے رشتے داروں سے ملاقات کا ایک ذریعہ ہے۔ چار جملے لکھ کر ہم اپنی خیریت سے انھیں آگاہ کر سکتے ہیں اور ان کی جانب سے آئے ہوئے خط سے ہمیں وہاں کے حالات کا علم ہو جاتا ہے۔ آج اگرچہ برقی مراسلت نے خط نگاری کی روایت پر اثر ڈالا ہے مگر اس کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ خط کے آنے سے آج بھی خوشی کا ویسا ہی اظہار کیا جاتا ہے جیسا گزشتہ زمانے میں کیا جاتا تھا۔ ٹیلی فون اور موبائل کا چلن عام ہونے کے باوجود آج بھی خط کا انتظار کیا جاتا ہے۔ خط نگاری کا چلن پہلے زمانے میں اتنا تھا کہ اس نے ایک فن کی صورت اختیار کر لی تھی۔ ذیل کے سبق میں اُردو کے دو اہم ادیبوں کے خطوط دیے گئے ہیں جو خطوط نگاری کا اچھا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

جان پہچان : ڈپٹی نذیر احمد سرسیّد کے ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ ١٨٣٦ء میں بجنور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے گھر پر حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی گئے۔ وہ پہلے مدرّس پھر محکمۂ تعلیمات میں ڈپٹی انسپکٹر ہوئے۔ انھوں نے ہندوستانی قانون کا ترجمہ کیا۔ اس وقت کے گورنر نے خوش ہو کر انھیں ڈپٹی کلکٹر بنا دیا۔ نذیر احمد اُردو کے پہلے ناول نگار کہلاتے ہیں۔ اپنے ناولوں میں انھوں نے ہندوستانی مسلمانوں کے معاشرے کی اصلاح پر خوب لکھا ہے۔ وہ عورتوں کی تعلیم کے بہت حامی تھے۔ 'مراۃ العروس، بنات النعش، توبۃ النصوح' اور 'ابن الوقت' ان کے مشہور ناول ہیں۔ انھوں نے قرآن کا ترجمہ بھی کیا ہے۔

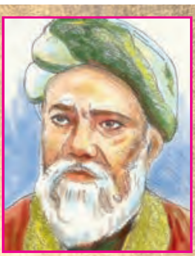

ڈپٹی نذیر احمد کا خط نواب سیّد علی حسن خان بہادر کے نام

جنابِ عالی !

السّلام علیکم

آپ کو شاید معلوم ہے کہ میں نے بڑی محنت سے قرآن مجید کا اُردو ترجمہ کیا ہے۔ مجھ کو اس کے لیے تین برس محنتِ شاقّہ اُٹھانی پڑی تھی اور موجودہ تراجم، تفاسیر اور احادیث سے مطابق کرنے کے لیے مولویوں کا اسٹاف رکھنا پڑا ہے، تب کہیں جا کر یہ ترجمہ میرے نزدیک بامحاورہ، سلیس، مستند اور موجودہ تراجم سے بہت بہتر ہوا ہے۔.... پہلے آپ دیکھ دِکھا کر اچھی طرح اطمینان حاصل کر لیجیے کہ آیا واقعی میں یہ ترجمہ موجودہ تراجم سے بہتر ہے یا نہیں اور آپ کے نزدیک بہتر ثابت ہو تو آپ اس کی سرپرستی کیجیے۔ کیوں کہ اس کی اشاعت میں مدد دینا گویا اغراضِ رسالت کی تکمیل کرنا ہے بلکہ اگر آپ کر سکیں تو اس ترجمے کی کیفیت کو سرکار کے گوش گزار کریں اور ان سے سرپرستی کی تحریک فرمائیں۔ ترجمہ کے حجم اور سوادِ خط اور چھاپے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ قیمت جو قرار دی گئی ہے اس میں کوئی ذاتی مفاد مضمر نہیں۔

میرٹھ میں آپ سے تفصیلی ملاقات نہ ہونے کا افسوس باقی رہ گیا۔ ترجمہ توہدیتاً آپ کی خدمت میں روانہ کیا گیا ہے۔

فقط

خاکسار نذیر احمد

٨/جنوری ١٨٩٧ء

اکبرؔ الٰہ آبادی کا خط مولوی بشیر الدین صاحب ابن ڈپٹی نذیر احمد کے نام

جنابِ ایڈیٹر صاحب!

جناب مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے قرآن مجید کا جو بامحاورہ اُردو ترجمہ شائع کیا ہے وہ درحقیقت نہایت عمدہ بلکہ لاجواب ہے۔ اس سے بہتر خدمت اسلام کی، اس زمانے میں ذہن میں نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کے علم و قابلیت سے قوم کو بہت فائدہ پہنچا اور بہت فائدہ پہنچنے کی اُمید ہے۔

بعض مقامات پر مجھ کو شبہ پیدا ہوا ہے۔ یا تو میرا شبہ بے جا ہے اور ایسا ہونا کچھ بعید نہیں کیوں کہ بغیر علم کی روشنی کے محض عقل و قیاس کو اس منزل میں کہاں تک رسائی ہوسکتی ہے یا فی الواقع ترجمے میں کچھ غلطی ہوگئی۔ ایسا ہونا بھی کچھ بعید نہیں کیوں کہ مولوی صاحب کے مددگار اور بزرگ وار بھی تھے۔ شاید کسی نے غلطی کی اور نظرِ ثانی میں اس پر نگاہ نہ پڑی۔ اتنے بڑے عظیم الشان قانونِ فطرت کے ترجمے میں اگر کہیں دو چار لفظوں پر نظر نہ پڑی تو کچھ تعجب نہیں۔ اب میں ایک شبہ بیان کرتا ہوں۔ سورۂ والتّین کا ترجمہ حسب ذیل کیا گیا ہے: ''ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا۔ پھر ہم اس کو (بوڑھا کرکے) کمتر سے کمتر مخلوق کے درجے میں لوٹا لائے۔''

بریکٹ میں جو الفاظ توضیح کے لیے بڑھائے گئے ہیں اس کی صحت میں مجھ کو شبہ ہے۔ درحقیقت ترجمہ غلط نہیں ہے معنی میں شاید غلطی ہوئی..... اگر میرا خیال صحیح تسلیم کیا جائے تو آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح چاہیے۔

سیّد اکبر حسین

از الٰہ آباد

معنی و اشارات

محنتِ شاقہ	کڑی محنت	ہدیۃً	تحفے کے طور پر
تراجم	ترجمہ کی جمع	جزائے خیر	اچھا بدلہ
تفاسیر	تفسیر کی جمع	بے جا	نامناسب
احادیث	حدیث کی جمع	اور	دیگر، دوسرے
اَغراضِ رسالت	پیغمبرانہ کام کے مقاصد، مراد ترجمے کے ذریعے قرآن کی تعلیمات کو عام کرنا	بعید	دور، ناممکن
گوش گزار کرنا	سنانا، کسی بات کو پہنچانا	رسائی	پہنچ
حجم	لمبائی، چوڑائی اور موٹائی، سائز	فی الواقع	واقعی
سوادِ خط	کتابت کی روشنائی	ساخت	بناوٹ
مفاد	فائدہ	توضیح	وضاحت
مضمر	چھپا ہوا	از	سے

مشق

✤ ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ ڈپٹی نذیر احمد کا یہ خط کس کے نام ہے؟
۲۔ ڈپٹی نذیر احمد کو قرآن مجید کا ترجمہ کرنے میں کتنے برس لگے؟
۳۔ ڈپٹی نذیر احمد نے ترجمے کو بہتر بنانے کے لیے کیا کِیا؟
۴۔ ترجمے کی سرپرستی نذیر احمد کس سے حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
۵۔ اکبر الٰہ آبادی نے کس کے ترجمے کی تعریف کی؟
۶۔ اکبر الٰہ آبادی کو کس چیز پر شبہ ہوا؟
۷۔ اکبر الٰہ آبادی کا خط کس کے نام ہے؟
۸۔ اکبر الٰہ آبادی نے ترجمے کے متعلق کیا مشورہ دیا؟

بول چال

۱۔ ڈپٹی نذیر احمد کے خط میں ''دیکھ دِکھا کر'' فقرہ استعمال ہوا ہے۔ ایسے چند فقرے ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ اسے روزمرہ کہتے ہیں۔ مثلاً 'ٹھوک بجا کر'۔
ایسے دوسرے فقرے تلاش کر کے جملوں میں ان کا استعمال کیجیے۔
اسی خط میں 'واقعی میں' کا فقرہ بھی آیا ہے۔ معیاری زبان میں ایسا نہیں کہا جاتا۔ صرف 'واقعی' کہتے ہیں۔ 'واقعی میں' بولی کا فقرہ ہے۔

۲۔ اس سبق میں ایک لفظ 'ہدیۃً' استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی 'تحفے کے طور پر' ہوتے ہیں۔ ہم 'فوری طور پر' کہنے کی بجائے 'فوراً' اور 'حقیقت میں' کہنے کی بجائے 'حقیقتاً' کہتے ہیں۔ آپ ایسے ہی درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔
قصداً ، جبراً ، لازماً ، تحفتۃً ، رسماً

۳۔ ذیل کے محاورے مکمل کیجیے:

۱۔ کلیجا..........سے ہو جانا
۲۔ رگِ..........پھڑکنا
۳۔ انجر پنجر..........ہونا
۴۔ منہ میں..........آنا
۵۔ ....کا..........گل ہونا
۶۔ چھاتی پر..........دلنا
۷۔ ....پر..........دھرے بیٹھنا
۸۔ جان..............میں ڈالنا
۹۔ گوش..........کرنا
۱۰۔ فکر ....جانا

لفظوں کا کھیل

✤ ذیل کے الفاظ کو مکمل کیجیے۔ اس کا خیال رہے کہ الفاظ قوس میں دیے ہوئے لفظوں کے ہم معنی ہوں۔

مثال - (عجلت پسند) - بے صبر

۱۔ (عقل سے عاری) - بے..................
۲۔ (جس کا کوئی ثانی نہ ہو) - بے..................
۳۔ (جسے گنا نہ جا سکے) - بے..................
۴۔ (جسے کوئی کام نہ ہو) - بے..................
۵۔ (جس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے) - بے..........

سرگرمی/منصوبہ:

اپنے دوست کو خط لکھیے۔ اس میں آپ اپنی پڑھی ہوئی کسی کتاب کی خوبیاں بیان کیجیے۔

آیئے زبان سیکھیں

ہائے مختفی :

ذیل کے لفظوں کو پڑھتے ہوئے ان کے تلفظ پر دھیان دیجیے:

پروانہ، پردہ، مدرسہ، درجہ، ہفتہ

ان لفظوں کا آخری حرف 'ہ' ہے لیکن اکثر ان کے تلفّظ کے آخر میں 'آ' کی آواز سنائی دیتی ہے یعنی پروانا، پردا، مدرسا، درجا، ہفتا۔

یا 'ہ' کی آواز پوری طرح ادا نہیں کی جاتی۔

پروانَ، پردَ، مدرسَ، وغیرہ

پوری طرح ادا نہ کیے جانے والے حرف 'ہ' کو **'ہائے مختفی'** کہتے ہیں۔

آپ اضافی ترکیب کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ ذیل کے مرکب الفاظ اضافی ترکیبیں ہیں :

مدرسۂ دینیات، درجۂ اوّل، پردۂ ساز

ان ترکیبوں کے مضاف کے آخر میں ہائے مختفی ہے لیکن مضاف الیہ سے ملنے پر اس پر ہمزہ لکھا جاتا ہے۔ ان ترکیبوں کو بلند آواز سے پڑھ کر غور کیجیے کہ ان میں 'ہ' کا تلفظ کیسا ہے۔

اب ان اضافی ترکیبوں کو بلند آواز سے پڑھیے:

راہِ خدا، کوہِ ستپڑا، ماہِ نو

یہاں حرف 'ہ' کو پوری طرح ادا کیا جاتا ہے اس لیے ان ترکیبوں میں یہ حرف ہائے مختفی نہیں ہے۔

چند ویب سائٹس کے نام حسبِ ذیل ہیں

- www.urducouncil.nic.in
- www.deedahwar.net
- www.urdustudies..com
- www.emarkaz.com
- www.urdudost.com
- www.sherosokhan.com
- www.minhajbooks.ws/urdu/
- www.tasawwuf.org
- www.urdubookdownload.wordpress.com
- www.rehmani.net
- www.allurdubooks.blogspot.in/p/urdu
- www.urduit.net
- www.abulhasanalinadwi.org
- www.drtaqiabedi.com
- www.rekhta.org
- www.takhliqat.com
- www.iqbalcyberlibrary.net
- www.liveurdu.com
- www.urdumaza.com.pk
- www.urdufun.com
- www.javedakhtar.urdunetwork.com
- www.jaunelia.itgo.com
- www.afsaney.com
- www.poshmaal.com
- www.pirzadaqasim.4t.com
- www.urdulibrary.paigham.net
- www.inquilab.com
- www.deoband.net/books.html
- www.urdulibrary.org
- www.englishtourdutranslation.com
- www.urduword.com
- www.hamariweb.com
- www.apniurdu.com
- www.ijunoon.net
- www.learningurdu.com
- www.lexilogos.com
- www.alrisala.org
- www.cpsglobal.org

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ - ۴۱۱۰۰۴

₹ 46.00

बालभारती इयत्ता ७ वी (उर्दू)